خوشگوار زندگی کے
اُصول

فرمانِ الٰہی ہے

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ
حَيَاةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ایمان والا ہو تو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی زندگی عطا کریں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔'' [النحل: ٩٧]

صدق الله العظيم

خوشگوار زندگی کے
اُصول

مصنف

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

مـركـز دعـوة الجــالـيات جليب
الشيــوخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فهرست موضوعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

قارئین محترم !

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو سب کا باپ بنایا ہے۔اس لحاظ سے سب کی بنیاد تو ایک ہے لیکن کئی اعتبارات سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔چنانچہ شکل وصورت کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور کم ہی کوئی شخص دوسرے سے ملتا جلتا ہے،کوئی سفید گورے رنگ کا اور کوئی کالے سیاہ رنگ کا،کوئی چھوٹے قد والا اور کوئی بڑے قد والا۔اسی طرح وہ سب اپنے معاشی حالات کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں،کوئی مالدار اور کوئی غریب،کوئی بخیل اور کوئی سخی،کوئی ہر حال میں شکر گزار اور کوئی ہر حال میں حریص ولالچی۔اسی طرح ایمان وعمل کے اعتبار سے بھی وہ الگ الگ نظریات کے حامل ہوتے ہیں،کوئی مومن اور کوئی کافر،کوئی نیک وپارسا اور کوئی فاسق وفاجر،کوئی باکردار اور بااخلاق اور کوئی بدکردار اور بد اخلاق۔لیکن یہ سب کے سب اپنے احوال میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ایک بات پر متفق نظر آتے ہیں اور وہ ہے خوشحال زندگی کی تمنا اور آرزو۔چنانچہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ اس بات کے متمنی نظر آتے ہیں کہ انہیں دنیا میں ایک خوشگوار زندگی نصیب ہو جائے اور سب کے سب لوگ ایک

باوقار اور پرسکون زندگی کے حصول کی خاطر دن رات جد وجہد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ گویا سب کا ہدف تو ایک ہی ہے البتہ وسائل واسباب مختلف ہیں۔

❁ ایک تاجر جو دن بھر اپنے کاروبار کو وسیع کرنے اور زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کیلئے اپنی پوری صلاحیتیں اور توانائیاں کھپا دیتا ہے، وہ اور اسی طرح وہ مزدور جو صبح سے لے کر شام تک پسینے میں شرابور ہو کر محنت ومزدوری کرتا ہے، دونوں خوشحال اور خوشگوار زندگی کے حصول کیلئے کوشاں ہوتے ہیں!

❁ اور ایک عبادت گزار، جو اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجبات کو پابندی سے ادا کرتا ہے اور نوافل میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے، وہ اور اسی طرح وہ فاسق وفاجر انسان جو دن رات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے دونوں ہی ایسی زندگی کے متمنی ہوتے ہیں جس میں کوئی پریشانی اور کوئی دکھ نہ ہو!

❁ اسی طرح تمام لوگ سعادتمندی اور خوشحالی کو حاصل کرنے کی تمنا لئے تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں، کوئی کسی طرح اور کوئی کسی طرح، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ سعادتمندی ہر ایک کو مل جاتی ہے؟ اور کیا خوشحالی ہر ایک کو نصیب ہو جاتی ہے؟ اور آخر وہ کونسا راستہ ہے جس پر چل کر ہم سب خوشحال وخوشگوار زندگی تک پہنچ سکتے ہیں؟

قارئین محترم!

ہم یہی سوال ایک دوسرے انداز سے بھی کر سکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ اس

دور میں تقریباً ہر انسان پریشان حال اور سرگرداں نظر آتا ہے ، کسی کو روزگار کی پریشانی ، کسی کو مالی وکاروباری مشکلات کا سامنا ، کسی پر قرضوں کا بوجھ ، کسی کو جسمانی بیماریاں چین اور سکھ سے سونے نہیں دیتیں۔ کسی کو خاندانی لڑائی جھگڑے بےقرار کئے ہوئے ہیں ، کسی کو بیوی بچوں کی نافرمانی کا صدمہ ، کسی کو دشمن کا خوف اور کسی کو احباء واقرباء کی جدائی کا دکھ ، الغرض یہ کہ تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا نظر آتا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ان دکھوں ، صدموں اور پریشانیوں سے نجات بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ حقیقی وسائل واسباب کون سے ہیں جنھیں اختیار کرنے سے دنیا کی مختلف آزمائشوں سے نجات مل سکتی ہے؟

آپ میں سے ہر شخص یقیناً یہ چاہتا ہو گا کہ اسے ان دونوں سوالوں کے جوابات معلوم ہو جائیں تاکہ وہ ایک خوشحال وباوقار زندگی حاصل کر سکے اور دنیا کی پریشانیوں سے چھٹکارا پا سکے۔ تو آیئے ہم سب قرآن وسنت کی روشنی میں ان سوالوں کے جوابات معلوم کرتے ہیں۔

قارئین محترم ! اس مختصر رسالے میں ہم ایک کامیاب اور خوشحال زندگی کے حصول اور پریشانیوں وآزمائشوں سے نجات حاصل کرنے کے چند اصول ذکر کریں گے اور مجھے یقین کامل ہے اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو ضرور بالضرور اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

خوشگوار زندگی کے اُصول

پہلا اُصول: ایمان وعمل

خوشگوار زندگی کا پہلا اصول 'ایمان وعمل' ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ایمان والا ہو تو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی زندگی عطا کریں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔'' [النحل:۹۷]

اور فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴾

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ان کیلئے خوشحالی بھی ہے اور عمدہ ٹھکانا بھی۔'' [الرعد:۲۹]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے شخص کو بہت ہی خوشگوار وکامیاب زندگی اور خوشحالی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جس میں دو شرطیں پائی جاتی ہوں۔ ایک یہ کہ وہ مومن ہو اور دوسری یہ کہ وہ عمل صالح کرنے والا، باکردار اور بااخلاق ہو۔ اور اگر ہم ان دونوں شرطوں کو پورا کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں خوشگوار زندگی

نصیب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے میں سچا ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ اللهَ لاَ يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴾ [آل عمران:۹]

''یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔''

اور یہ بات ہمیں معلوم ہونی چاہیے کہ تمام انسانوں کی خیر وبھلائی ایمان اور عمل صالح میں ہی ہے، اگر انسان سچا مومن ہو اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو اور ساتھ ساتھ باعمل، باکردار اور بااخلاق ہو، اللہ کے فرائض کو پورا کرتا ہو، پانچ نمازوں کا پابند ہو، زکوۃ ادا کرتا ہو، رمضان کے فرض روزے بلا عذر شرعی نہ چھوڑتا ہو، والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہو، لین دین میں سچا اور وعدوں کو پورا کرتا ہو، بد دیانتی، دھوکہ اور فراڈ سے اجتناب کرتا ہو، حلال ذرائع سے کماتا ہو، تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے ہر قسم کی خیر وبھلائی عطا کرتا ہے، اور آخرت میں جنت کی نعمتیں اور اجر وثواب الگ ہے۔ اور اس کے برعکس اگر کوئی انسان فاسق وفاجر، بدکردار اور بداخلاق ہو، نہ نمازوں کی پروا کرتا ہو اور نہ زکوۃ دیتا ہو، رمضان کے روزے مرضی کے مطابق رکھتا ہو اور طاقت ہونے کے باوجود حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کیلئے تیار نہ ہو، والدین اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرتا ہو، اللہ کے بندوں کے حقوق مارتا ہو، لین دین میں جھوٹ بولتا ہو اور دھوکہ دہی اور بد دیانتی سے کام لیتا ہو اور حرام ذرائع سے کماتا ہو، تو ایسے انسان کے متعلق

ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ اسے لاکھ کوشش کے باوجود خوشگوار زندگی کبھی نصیب نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ أَعْمىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسىٰ ﴾

''اور جو شخص میری یاد سے روگردانی کرے گا وہ دنیا میں یقیناً تنگ حال رہے گا اور روزِ قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے؟ دنیا میں تو میں خوب دیکھنے والا تھا۔ اللہ کہے گا: اسی طرح تمھارے پاس میری آیتیں آئی تھیں تو تم نے انہیں بھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تم بھی بھلا دیے جاؤ گے۔'' [طٰہٰ:۱۲۴تا۱۲۶]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ جو شخص میرے دین سے منہ موڑے گا اور میرے احکامات کی پروا نہیں کرے گا میں دنیا میں اس کی زندگی تنگ حال بنا دوں گا اور خوشحال زندگی سے محروم کر دونگا۔ اس کے علاوہ قیامت کے دن میں اسے اندھا کر کے اٹھاؤں گا، وہ مجھ سے اس کی وجہ پوچھے گا تو میں کہوں گا: جیسا تم نے کیا ویسا ہی بدلہ آج تمھیں دیا جا رہا ہے۔ تمھارے پاس میرے احکام آئے، اہلِ علم نے تمھیں میری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں اور میرے نبی (ﷺ) کی صحیح احادیث کو تمھارے سامنے رکھا، لیکن تم نے ان سب کو پس پشت ڈال کر من مانی کی اور جو تمھارے جی میں آیا تم نے وہی کیا، اسی طرح آج مجھے بھی تمھاری

کوئی پروانہیں ۔

قارئین محترم !

اگر ہم واقعتاً یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ہمیں ایک باوقار اور خوشحال زندگی نصیب ہوتو ہمیں دینِ الٰہی کومضبوطی سے تھامنا ہوگا اور من مانی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہوگا اور اللہ کا سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور اس میں کسی کو شریک نہ بنائیں ۔صرف اسی کو پکاریں ، صرف اسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھیں ،صرف اسی کو داتا ، مددگار ، حاجت روا ، مشکل کشا اور غوث اعظم تصور کریں ۔اگر ہم خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو وہ یقیناً ہمیں پاکیزہ اور خوشگوار زندگی نصیب کرے گا ، ورنہ وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے در پر جبینِ نیاز جھکاتے ہیں اور غیر اللہ کیلئے نذرو نیاز پیش کرتے ہیں اور غیر اللہ کو داتا ، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں اور انہی کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں ، انہیں در در کی ٹھوکریں ہی نصیب ہوتی ہیں اور ذلت وخواری کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴾ [الحج:۳۱]

’’اور جوشخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گراہو ، پھر پرندے اسے فضا میں ہی اچک لیں یا تیز ہوا اسے کسی دور دراز جگہ پر

پھینک دے۔''

یعنی مشرک کا انجام سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا دوسرا بڑا حکم یہ ہے کہ ہم اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی اتباع کریں اور آپ کی نافرمانی سے بچیں۔اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ راضی ہوگا تو یقیناً وہ ہمیں خوشحال اور باوقار زندگی نصیب کرے گا۔ اور اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کریں گے اور آپ ﷺ کی سنت سے منہ موڑ کر دین میں ایجاد کردہ نئے امور (بدعات) پر عمل کریں گے تو دنیا میں ہم پر آزمائشیں ٹوٹ پڑیں گی اور قیامت کے روز ہمیں نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں حوضِ کوثر کے پانی سے اور آپ ﷺ کی شفاعت سے محرومی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ والعیاذ باللہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾ [النور:٦٣]

''لہذا جو لوگ اس کے (رسول ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آ پہنچے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی

کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی ہے کہ وہ اپنے اس فعل سے باز آ جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ان پر کوئی آزمائش یا اللہ کا دردناک عذاب آ جائے۔

قارئین محترم!

کامیاب وخوشگوار زندگی کا جو پہلا اصول ہم نے ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی بنا پر ہی ہمیں ایک کامیاب زندگی نصیب ہوسکتی ہے۔اور ایمان باللہ کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہم عقیدۂ توحید پر قائم ودائم رہیں ، جبکہ ایمان بالرسل کا ایک لازمی تقاضا یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں زندگی بسر کریں ۔اس طرح دنیا کے دکھوں اور صدموں سے ہمیں چھٹکارا ملے گا اور ہماری زندگی کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائے گی۔

دوسرا اُصول: **نماز**

کامیاب اور خوشحال زندگی کا دوسرا اصول 'نماز' ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ»

''بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، لہٰذا تم (سجدے کی حالت میں) زیادہ دعا کیا کرو۔'' [مسلم:۴۸۲]

اور جب بندہ اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے تب وہ جو چاہے اس سے طلب کر سکتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نماز کے ذریعے مدد طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ﴾ [البقرۃ:۱۵۳]

''اے ایمان والو! (جب کوئی مشکل درپیش ہو تو) صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ وہ ہر قسم کی مشکل اور پریشانی کے ازالے کیلئے صبر اور نماز کے ذریعے اس سے مدد طلب کریں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے اور نماز پڑھنے

والے بندۂ مومن کی مدد فرماتا ہے اور اسے تمام مشکلات سے نجات دیتا ہے۔ گویا نماز دکھوں اور صدموں کا مداوا ہے، نماز ادا کرنے سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور غموں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ [احمد، نسائی، صحیح الجامع للالبانی: ۳۱۲۴]

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

ایک عبرتناک قصہ

حافظ ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں ذکر کیا ہے کہ ایک فقیر آدمی اپنے بغل (خچر) پر لوگوں کو لاد کر دمشق سے زیدانی تک پہنچاتا اور اس پر کرایہ وصول کرتا تھا۔ اس نے اپنا ایک قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ ایک شخص سوار ہوا، وہ راستے میں مجھ سے کہنے لگا: یہ راستہ چھوڑ دو اور اُس راستے سے چلو کیونکہ اس سے ہم اپنی منزلِ مقصود تک جلدی پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا: نہیں! میں وہ راستہ نہیں جانتا اور یہی راستہ زیادہ قریب ہے۔ اس نے کہا: وہ زیادہ قریب ہے اور تمھیں اسی سے جانا ہوگا۔ چنانچہ ہم اسی راستے پر چل پڑے، آگے جا کر ایک دشوار گزار راستہ آ گیا جو ایک گہری وادی میں تھا اور وہاں بہت ساری لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا: یہاں رک جاؤ! میں رک گیا، وہ نیچے اترا اور اترتے ہی چھری سے مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں بھاگ اٹھا، میں آگے آگے اور وہ میرے پیچھے

پیچھے۔ آخر کار میں نے اسے اللہ کی قسم دے کر کہا: بغل اور اس پر لدا ہوا میرا سامان تم لے لو اور میری جان بخش دو۔ اس نے کہا: وہ تو میرا ہے ہی اور میں تمھیں قتل کر کے ہی دم لوں گا۔ میں نے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرایا اور قتل کی سزا یاد دلائی لیکن اس نے میری ایک بھی نہ سنی۔ چنانچہ میں نے اس کے سامنے رک کر کہا: مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے دو، اس نے کہا: ٹھیک ہے جلدی پڑھ لو۔ میں نے قبلہ رخ ہو کر نماز شروع کر دی، لیکن میں اس قدر خوفزدہ تھا کہ میری زبان پر قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں آ رہا تھا اور اُدھر وہ بار بار کہہ رہا تھا: اپنی نماز جلدی ختم کرو، میں انتہائی حیران و پریشان تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر قرآن مجید کی یہ آیت جاری کر دی:

﴿أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ﴾

''بھلا کون ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔''

پھر میں نے اچانک دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار ہاتھ میں نیزہ لئے وادی کے منہ سے نمودار ہو رہا ہے، اس نے آتے ہی وہ نیزہ اس شخص کو دے مارا جو مجھے قتل کرنے کے درپے تھا۔ نیزہ اس کے دل میں پیوست ہو گیا اور وہ مر گیا۔ میں نے گھوڑ سوار کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: مجھے اس نے بھیجا ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔ پھر میں نے

اپنا بغل پکڑا اور اپنا ساز وسامان اٹھا کر سلامتی سے واپس لوٹ آیا۔

قارئین محترم ! یہ قصہ اس بات کی دلیل ہے کہ بندۂ مومن جب نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے تو وہ اس کی مدد ضرور کرتا ہے اور مشکل کے وقت اسے بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا۔یاد رہے کہ نمازوں میں سب سے پہلے فرض نمازوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے جو کہ دین کا ستون ہیں۔اس کے بعد سنت اور نفل نماز ،خصوصاً فرائض سے ماقبل اور مابعد سنتیں اور پھر تہجد کی نماز ۔اور نماز تہجد کے دیگر فوائد کے علاوہ اس کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تہجد گزار کو جسمانی بیماریوں سے شفا نصیب کرتا ہے ، لہذا وہ لوگ جو علاج کر کر کے تھک چکے ہوں انہیں یہ نبویؐ علاج ضرور کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

«عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ ، فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ ، وَمُكَفِّرٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلْآثَامِ ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ» [احمد، ترمذی، صحیح الجامع للالبانی:۴۰۷۹]

’’تم رات کا قیام ضرور کیا کرو، کیونکہ یہ تم سے پہلے صلحاء کی عادت تھی اور رات کا قیام اللہ کے قریب کرتا ہے اور گناہوں سے بچاتا ہے اور برائیوں کو مٹاتا ہے اور جسمانی بیماری کو دور کرتا ہے۔‘‘

قارئین محترم! خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ کی طبیعت میں پریشانیوں ،دکھوں اور صدموں کی وجہ سے تکدر آجائے اور آپ سخت بے چین ہوں تو وضو کر کے بارگاہِ

الٰہی میں آ جائیں اور ہاتھ باندھ کر اس سے مناجات شروع کر دیں۔اور پھر بادشاہوں کے بادشاہ اور رحمان ورحیم ذات کے سامنے جھک کر اپنے گناہوں پر ندامت وشرمندگی کا اظہار کریں۔اس کے بعد اس سے مشکلات کے ازالے کا سوال کریں، یقیناً آپ کی بے چینی ختم ہو جائے گی۔سکون واطمینان نصیب ہو گا اور اللہ تعالیٰ آپ کو خوشحال بنا دے گا۔

تیسرا اُصول: تقوی

'تقویٰ' دنیا کے دکھوں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے اور خصوصاً ان لوگوں کیلئے ایک نسخۂ کیمیا ہے جو بے روزگاری، غربت اور قرضوں کی وجہ سے انتہائی پریشان حال اور سرگرداں رہتے ہوں۔اور تقویٰ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف کھانا جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حرام کام سے روک دے اور جب کسی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ایسا ڈر خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ پرہیزگار بن جاتا ہے اور تمام حرام کاموں سے اجتناب کرنے لگ جاتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لاَ يَحْتَسِبُ ﴾ [الطلاق:۲،۳]

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے وہم

وگمان بھی نہیں ہوتا۔''

اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ﴾ [الطلاق:۴]

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کیلئے اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ﴾ [الاعراف:۹۶]

''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے۔''

قارئین محترم ! ان تمام آیات میں خوشحالی اور کامیاب زندگی کے حصول کیلئے ایک عظیم اُصول متعین کر دیا گیا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کیلئے ہر قسم کی پریشانی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اس کے ہر ہر کام کو آسان کر دیتا ہے۔ اور اوپر نیچے سے اس کیلئے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اور آیئے ذرا اس اصول کی روشنی میں ہم اپنی حالت کا جائزہ لے لیں !! ایک طرف تو ہم خوشحال اور کامیاب زندگی کی تمنا رکھتے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں بھی کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً نمازوں میں سستی اور غفلت، جھوٹ،

غیبت ، چغل خوری ، سودی لین دین ، والدین اور قرابت داروں سے بدسلوکی ، فلم بنی اور گانے سننا وغیرہ ۔ بھلا بتلائیے کیا ایسی حالت میں خوشحالی وسعادتمندی نصیب ہوسکتی ہے؟ اور کیا اس طرح پریشانیوں کا ازالہ ہوسکتا ہے؟

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نافرمانیوں کی موجودگی میں خوشحالی کا نصیب ہونا تو دور کی بات ہے ، موجودہ نعمتوں کے چھن جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔اور اس کی واضح دلیل حضرت آدم اور ان کی بیوی حضرت حواء علیہا السلام کا قصہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جنت کی ہر نعمت وآسائش سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی اور محض ایک چیز سے منع کردیا کہ تم نے اس درخت کے قریب نہیں جانا ، لیکن شیطان کے پھسلانے پر جب انہوں نے اس درخت کو چکھا تو اللہ تعالیٰ نے جنت کی ساری نعمتوں سے محروم کرکے انہیں زمین پر اتار دیا۔تو ان کی ایک غلطی جنت کی ساری نعمتوں سے محرومی کا سبب بن گئی ۔اور آج ہم کئی گناہ کرتے ہیں اور پھر بھی ہم خوشحالی کے متمنی ہوتے ہیں!! یہ یقینی طور پر ہماری غلط فہمی ہے۔اور اگر ہم واقعتاً ایک خوشحال زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے قطعی اجتناب کرنا ہوگا۔

اوراسی طرح ابلیس کا قصہ ہے ، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا لیکن اس نے تکبر کرتے ہوئے سجدہ ریز ہونے سے انکار کردیا ، پھر نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کیلئے ملعون قرار دے دیا۔

یہ صرف ایک سجدہ چھوڑنے کی سزا تھی اور آج بہت سارے مسلمان کئی سجدے چھوڑ دیتے ہیں۔ پانچ وقت کی فرض نمازوں میں من مانی کرتے ہیں، تو کیا اس طرح ان کی زندگی کامرانیوں سے ہمکنار ہو جائے گی؟ ع

ایں خیال است و محال است

بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ آج بہت سارے لوگ کئی برائیوں کو برائیاں ہی تصور نہیں کرتے اور بلا خوف و تردد ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سنجیدگی سے اپنا جائزہ لیں اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ جب ہم خود اپنی اصلاح کریں گے اور اپنے دامن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی ہماری حالت پہ رحم فرمائے گا اور ہمیں خوشحال زندگی نصیب کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ تابعین کو مخاطب کر کے کہا کرتے تھے:

إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ ، إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلىٰ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ

”آج تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو جو تمھاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک (بہت چھوٹے) ہیں، جبکہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔“

[بخاری: الرقاق ، باب ما یتقی من محقرات الذنوب :٦٤٩٢]

اور یہ تابعین کے دور کی بات ہے، جو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد

بہترین دور تھا اور آج ہمارے دور میں خدا جانے کیا کچھ ہوتا ہے؟ بس اللہ کی پناہ!

چوتھا اُصول: توبہ واستغفار

انسان پر جو مصیبت آتی ہے چاہے جسمانی بیماری کی صورت میں ہو، یا ذہنی اور روحانی اذیت کی شکل میں۔ چاہے کاروباری پریشانی ہو یا خاندانی لڑائی جھگڑوں کا دکھ اور صدمہ ہو، ہر قسم کی مصیبت اس کے اپنے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔اس لئے اسے اس سے نجات پانے کیلئے فوراً سچی توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اس کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا ازالہ کرکے اسے خوشحال بنا دیتا ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ﴾ [الشوریٰ:۳۰]

''اور تمھیں جو مصیبت بھی آتی ہے تمھارے اپنے کرتوتوں کے سبب سے آتی ہے اور وہ تمھارے بہت سارے گناہوں سے درگذر بھی کر جاتا ہے۔''

اور اسی طرح ارشاد باری ہے:

﴿ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾

''پھر ہم نے ان لوگوں پر آسمان سے ان کے گناہوں کے سبب عذاب نازل کیا جنہوں نے ظلم کیا۔'' [البقرة:۵۹]

اور توبہ واستغفار کے فوائد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۞ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۞ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهَارًا﴾ [نوح:۱۰تا۱۲]

''اور (نوح علیہ السلام نے) کہا: تم سب اپنے رب سے معافی مانگ لو بلا شبہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لئے باغات پیدا کرے گا اور نہریں جاری کر دے گا۔''

ان آیات میں استغفار کے جو فوائد ذکر کئے گئے ہیں (موسلا دھار بارشیں، مال واولاد سے مدد، باغات اور نہریں) یہ سب چیزیں در اصل انسانوں کی خوشحالی وسعادتمندی کی علامت ہوتی ہیں اور یہ استغفار ہی سے نصیب ہوتی ہیں۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [الانفال:۳۳]

''اور اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں عذاب نہیں دیتا کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا إِلىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّىْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ﴾ [ہود:۳]

''اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو،

وہ تمہیں ایک محدود وقت (موت) تک عمدہ عیش وآرام کا فائدہ نصیب کرے گا۔اور ہر کارِ خیر کرنے والے کو اس کا اجر وثواب دے گا اور اگر تم منہ پھیر لو گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں بڑے دن (روزِ قیامت) کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

پانچواں اُصول: دعا

کامیاب اور خوشحال زندگی کے حصول کا پانچواں اصول 'دعا' ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے خوشحالی کا اور مشکلات، غموں اور صدموں سے نجات پانے کا سوال کرنا۔ کیونکہ خوشحالی کے تمام خزانوں کی چابیاں اللہ رب العزت ہی کے پاس ہیں اور مصائب وآلام سے نجات دینے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور بندۂ مومن جب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ وہ انہیں خالی لٹا دے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ، يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ»

''بے شک اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا اور نہایت مہربان ہے اور کوئی آدمی جب اس کی طرف ہاتھ بلند کرتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ وہ انہیں خالی واپس لوٹا دے۔'' [ترمذی: ۳۵۵٦، ابوداؤد: ۱۴۸۸، ابن ماجہ: ۳۸٦۵۔ وصححہ الالبانی]

اور دعا کرنے سے تین فوائد میں سے ایک فائدہ ضرور ملتا ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ

دعا کرنے والے کا سوال پورا کر دیتا ہے، یا اس کی دعا کو اس کیلئے ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے اور یا آنے والی کسی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔اور یہ بات بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوْ اللّٰهَ تَعَالىٰ بِدَعْوَةٍ إِلاَّ آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِذًا نُكْثِرُ؟ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْثَرُ»

''خطۂ زمین پر پایا جانے والا کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی طلب کی ہوئی چیز دے دیتا ہے یا اس جیسی کوئی مصیبت اس سے ٹال دیتا ہے، بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ یہ سن کر لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: تب تو ہم زیادہ دعا کریں گے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور زیادہ عطا کرے گا۔'' [ترمذی:۳۵۷۳، وصححہ الالبانی]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْلَيْسَ بِإِثْمٍ وَلاَ بِقَطِيْعَةِ رَحِمٍ إِلاَّ أَعْطَاهُ إِحْدىٰ ثَلاَثٍ: إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَدْفَعَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالَ: إِذًا نُكْثِرُ؟ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْثَرُ» [صحیح الادب المفرد للالبانی:ص۲۶۴، رقم الحدیث:۵۴۷]

''کوئی مسلمان جب کوئی ایسی دعا کرتا ہے کہ جس میں گناہ یا قطع رحمی نہیں ہوتی،

تو اللہ تعالیٰ اسے تین میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتا ہے: یا اس کی دعا جلدی قبول کر لیتا ہے یا اسے ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے، یا اس جیسی کوئی مصیبت اس سے دور کر دیتا ہے۔ ایک صحابیؓ نے کہا: تب تو ہم زیادہ دعا کریں گے! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور زیادہ عطا کرے گا۔''

اس لئے دعا ضرور کرنی چاہیے اور کوئی واسطہ ڈھونڈے بغیر براہِ راست اللہ سے کرنی چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾ [البقرۃ:۱۸۶]

''اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں کہہ دیجئے کہ میں (ان کے) قریب ہی ہوں، کوئی دعا کرنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔''

اس لئے جو قریب ہے اور پکار کو سن سکتا ہے اور سن کر قبول بھی کرتا ہے اور پھر مدد کرنے پر بھی قادر ہے، صرف اسی کو پکارنا چاہیے اور اسے چھوڑ کر کسی اور کو نہیں پکارنا چاہیے۔

اور دعا خصوصاً قبولیت کے اوقات میں کرنی چاہیے، مثلاً سجدے کی حالت میں، اذان اور اقامت کے درمیان، یومِ جمعہ کو عصر کے بعد مغرب تک اور خاص طور پر رات کے آخری حصے میں، جبکہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لا کر کہتا ہے:

«مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ؟مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ؟مَنْ

يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ۔وفی روایة لمسلم۔ فَلاَ يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُضِيْءَ الْفَجْرُ» [بخاری: ۱۱۴۵، ۶۳۲۱، ۷۴۹۴، مسلم: ۷۵۸]

''کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں اسے معاف کردوں؟۔اور مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: پھر وہ بدستور اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ فجر روشن ہو جائے۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ فِيْ اللَّيْلِ لَسَاعَةً لاَ يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلاَّ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ»

''بے شک ہر رات کو ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس میں کوئی بندۂ مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ بھلائی عطا کردیتا ہے۔'' [مسلم: ۷۵۷]

اور دعا میں دنیا وآخرت دونوں کی خیر وبھلائی کا سوال کرنا چاہیے، خصوصاً یہ دعا:

«اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ ، وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ» [مسلم: ۲۷۲۰]

''اے اللہ! تو میرا دین میرے لئے سنوار دے جو کہ میرے معاملے کیلئے تحفظ

ہے ، اور میرے لئے میری دنیا کو بھی ٹھیک کردے جس میں میری گذران ہے۔اور میرے لئے میری آخرت کو بھی بہتر بنا دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور میری زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں اضافے کا باعث بنااور میری موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت بنا۔''

قارئین محترم!

اب وہ دعائیں بھی یادفرما لیجئے جو خاص طور پر پریشانی کے عالم میں بار بار پڑھنی چاہییں اور جن کا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

پریشانی اورصدمے کے وقت کی دعائیں

① حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی :

«اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا»

''اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔''

[ابوداؤد: ۱۵۲۵، وصححہ الالبانی فی صحیح سنن ابی داؤدج۱ص۲۸۴]

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

«لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ»

[بخاری: الدعوات ، باب الدعاء عند الکرب ، الفتح ج۱۱،ص۱۲۳، مسلم: ۲۷۳۰]

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ، وہ عظمت والا اور برد بار ہے ، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ، وہ عرشِ عظیم کا رب ہے ، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ، وہ آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور عرشِ عظیم کا رب ہے۔''

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی :

« لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِيْنَ»

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ، وہ برد بار اور کریم ہے ، اللہ پاک ہے ، اور با برکت ہے وہ اللہ جو کہ عرشِ عظیم کا رب ہے ، اور تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو کہ تمام جہانوں کا رب ہے۔'' [مسند احمد ج۱ ص۹۱ وصححہ الشیخ احمد شاکر ج۲ ص۸۷]

④ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : پریشان حال کو یہ دعا پڑھنی چاہیے :

«اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ»[ابوداؤد: ۵۰۹۰ ، وحسنہ الالبانی فی صحیح الکلم الطیب : ۱۲۱]

''اے اللہ ! میں تیری رحمت کا امید وار ہوں ، لہذا تو مجھے پل بھر کیلئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرا ہر ہر کام میرے لئے ٹھیک کردے۔''

⑤ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے :

«يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ» [ترمذی:۳۵۲۴]

''اے زندہ! اے قیوم! میں تیری رحمت کے ساتھ مدد کا طلبگار ہوں۔''

⑥ دعائے یونسؑ:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾

''تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلاَّ اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ بِهَا»

''جو مسلمان اس دعا کے ساتھ کسی بھی چیز کے بارے میں دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے یقیناً قبول کرتا ہے۔'' [صححہ الحاکم فی المستدرک ج۱،ص۵۰۵ ووافقہ الذہبی]

⑦ «اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ صَدْرِيْ، وَجَلَاءَ حُزْنِيْ، وَذَهَابَ هَمِّيْ»

''اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے بارے میں تیرا حکم جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل والا ہے، میں تجھ سے تیرے ہر نام کے ساتھ

سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے اپنا نام رکھا، یا تو نے اسے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا، یا تو نے اسے اپنی کسی کتاب میں اتارا، یا تو نے اسے اپنے پاس علمِ غیب میں ترجیح دی، کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کی جلاء اور میری پریشانی کو ختم کرنے والا بنا دے۔''

اس دعا کی فضیلت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو حزن وملال پہنچے، پھر وہ یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے حزن وملال کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔''

[احمد: ۳۷۱۲ وصححہ الشیخ احمد شاکر ج ۵ ص ۲٦٦، والالبانی فی الصحیحۃ: ۱۹۹]

چھٹا اُصول: ذکر الٰھی

جو لوگ دنیاوی تکالیف ومصائب کی وجہ سے ہر وقت غمگین رہتے ہوں اور غموں اور صدموں نے ان کی خوشیاں چھین لی ہوں، ان کی طبیعت کی بحالی اور اطمینانِ قلب کیلئے چھٹا اُصول 'ذکر الٰہی' ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ [الرعد: ۲۸]

''جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں، یاد رکھو! دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں۔''

اور سب سے افضل ذکر (لا إله إلا الله) ہے۔اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت

کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں، پھر (سبحان الله ، الحمدلله ، الله أكبر) کہ جنھیں جنت کے پودے قرار دیا گیا ہے اور پھر (لاحول ولا قوة إلا بالله) کہ جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اور قرآن مجید کی مذکورہ آیت کی روشنی میں ہمیں بحیثیت مومن اس بات پر یقین کامل ہونا چاہیے کہ ذکر الٰہی سے ہی دلوں کو تازگی ملتی ہے، حقیقی سکون نصیب ہوتا ہے اور پریشانیوں اور غموں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے ! لیکن افسوس ہے کہ آج کل بہت سارے مسلمان اپنے غموں کا بوجھ ہلکا کرنے اور دل بہلانے کیلئے گانے سنتے اور فلمیں دیکھتے ہیں ، حالانکہ اس سے غم ہلکا ہونے کی بجائے اور زیادہ ہوتا ہے۔کیونکہ گانے سننا اور فلمیں دیکھنا حرام ہے اور حرام کام سے سوائے غم اور پریشانی کے اور کچھ نہیں ملتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

«لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ، وَالْحَرِيْرَ، وَالْخَمْرَ ، وَالْمَعَازِفَ »

''میری امت میں ایسے لوگ ضرور آئیں گے جو زنا کاری ، ریشم کا لباس ، شراب نوشی اور موسیقی کو حلال سمجھ لیں گے۔'' [بخاری: الأشربة، باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه :۵۵۹۰]

ان چار چیزوں کو حلال سمجھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ حقیقت میں تو حلال نہیں ہیں لیکن لوگ انہیں حلال تصور کر لیں گے، گویا یہ حرام ہیں اور موسیقی کس قدر بری

چیز ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اسے زنا کاری اور شراب نوشی جیسے بڑے ہی بھیانک گناہوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اور نگاہ کی حفاظت کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكىٰ لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ [النور: ۳۰]

''مسلمان مردوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کیلئے پاکیزگی ہے اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔''

اور ذکر الٰہی کے فوائد بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجمع میں مجھے یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک کلا (دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے) اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔''

[بخاری: التوحید، باب قول الله ويحذركم الله نفسه: ۷۴۰۵]

ساتواں اُصول: **شکر**

کامیاب وخوشحال زندگی کے حصول اور پریشانیوں سے نجات کا ساتواں اصول یہ ہے کہ ہم میں سے ہر انسان اللہ تعالیٰ کی بے شمار وان گنت نعمتوں پر شکر گزار ہو کیونکہ جب ہم اس کی نعمتوں پر شکریہ بجا لائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور زیادہ نعمتوں سے نوازے گا۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴾ [ابراهيم:۷]

''اور یاد رکھو! تمھارے رب نے خبردار کردیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تمھیں اور زیادہ نوازوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو پھر میری سزا بھی بہت سخت ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گزار بندوں کو اور زیادہ نعمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر موجودہ نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے اور انہیں اس کی اطاعت میں کھپایا جائے تو نہ صرف وہ نعمتیں بحال رہتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ مزید نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے شکرگزار بندوں کی زندگی کو خوشحال بنا دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ناشکری کرنے والوں کو سخت تنبیہ بھی کی ہے کہ وہ ان کی ناشکری کی بنا پر ان سے موجودہ نعمتوں کو چھین کر انہیں مصائب وآفات میں گرفتار بھی کر سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾ [النساء:۱۴۷]

''اگر تم لوگ (اللہ کا) شکر ادا کرو اور (خلوص نیت سے) ایمان لے آؤ، تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ تمھیں عذاب دے۔ جبکہ اللہ تو بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ اگر سچا مومن اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو تو اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ اسے آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا، بلکہ وہ تو قدر دان ہے اور اپنے بندوں کے جذباتِ تشکر کو دیکھ کر انہیں اور زیادہ عطا کرتا ہے۔

یاد رہے کہ 'شکر' دل اور زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی بجا لانا ضروری ہے اور سچا شاکر وہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ احسانات کرتا ہے تو وہ اس کی اور زیادہ اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے۔ اور وہ جتنا اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے اتنا ہی اس کے جذباتِ محبت واطاعت اور جوش میں آتے ہیں اور وہ ہر طرح سے ان کے شکر کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپؐ کے پاؤں پر ورم آ جاتا اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھتیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دی ہیں پھر آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ فرماتے: ''کیا میں اللہ

تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' [بخاری: ۴۸۳۷، مسلم: ۲۸۲۰]

آٹھواں اُصول: صبر

دنیا میں سعادتمندی اور خوشحالی کے حصول کا آٹھواں اصول 'صبر' ہے۔یعنی کسی بندۂ مومن کو جب کوئی پریشانی یا تکلیف پہنچے تو وہ اسے برداشت کرے، اس پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھ کر اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کرے۔اور اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا طالب ہو، یوں اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اس کے گناہوں کو مٹا کر اسے اطمینانِ قلب نصیب کرے گا۔

اور ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ دنیا میں ہر مومن کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی آزمائش لکھ رکھی ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ*الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ* أُوْلٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾

''اور ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے، کچھ خوف و ہراس اور بھوک سے اور مال وجان اور پھلوں میں کمی سے اور آپ (اے محمد ﷺ!) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنھیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ایسے ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی

نوازشیں اور رحمت ہوتی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' [البقرۃ:۱۵۵تا۱۵۷]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آزمائشوں میں صبر کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ ان پر اس کی نوازشیں ہوتی ہیں اور وہ رحمتِ الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔ گویا صبر وہ چیز ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے کی زندگی کو خوشحال بنا دیتا ہے اور اسے اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔

اور آزمائش کوئی بھی ہو، چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا ذہنی، ہر قسم کی آزمائش مومن کیلئے باعثِ خیر ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حَزَنٍ، وَلاَ أَذىً وَلاَ غَمٍّ، حَتّٰى الشَّوْكَةُ الَّتِيْ يُشَاكُهَا، إِلاَّ كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ» [بخاری:۵۶۴۲،مسلم:۲۵۷۳]

''مسلمان کو جب تھکاوٹ یا بیماری لاحق ہوتی ہے، یا وہ حزن وملال اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے، حتی کہ اگر ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى إِلاَّ حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ» [بخاری:۵۶۴۷،مسلم:۲۵۷۱]

''جب کسی مسلمان کو کوئی اذیت (تکلیف) پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتا ہے جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں۔''

قارئین محترم ! ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی تکلیف اور ادنی ترین آزمائش پر ، حتیٰ کہ ایک کانٹا چبھنے پر بھی اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، بشرطیکہ وہ صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑے اور ہر آزمائش میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو جائے۔

اور یہ بات آپ کو معلوم ہونی چاہیے کہ کسی بندۂ مومن میں جب یہ دونوں صفات (صبر وشکر) جمع ہو جائیں تو اسے گویا خیر کثیر نصیب ہوگئی۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

«عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ : إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ» [مسلم:۲۹۹۹]

’’مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے اور اس کا ہر معاملہ یقیناً اس کیلئے خیر کا باعث ہوتا ہے اور یہ خوبی سوائے مومن کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔اگر اسے کوئی خوشی پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے تو وہ اس کیلئے خیر کا باعث بن جاتی ہے اور اگر اسے کوئی غمی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یوں وہ بھی اس کیلئے باعثِ خیر بن جاتی ہے۔‘‘

نواں اُصول: **توکل**

وہ لوگ جن پر دشمن کی شرارتوں ، سازشوں اور ان کے ہتھکنڈوں کا خوف طاری رہتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ سخت بے چین رہتے ہوں ، خصوصاً ان کی

خوشحالی اور عموماً باقی تمام لوگوں کی خوشحالی کیلئے نواں اُصول یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شر سے بچانے والا ہے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی طاقتور کسی کو کوئی نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ [التوبہ:۵۱]

''آپ کہہ دیجئے! ہم پر کوئی مصیبت نہیں آسکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر رکھی ہے، وہی ہمارا سرپرست ہے، اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ﴾

''اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کر لے تو وہ اسے کافی ہے، اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے۔'' [الطلاق:۳]

اسی طرح وہ لوگ جو بے روزگار ہوں، یا مالی وکاروباری مشکلات سے دوچار ہوں انہیں بھی اللہ ہی پر توکل کر کے رزق حلال کے حصول کیلئے جدو جہد کرنی چاہیے۔اس طرح اللہ تعالیٰ ان کیلئے رزقِ وافر کے دروازے کھول دے گا اور مالیاتی پریشانیوں سے نکال کر انہیں خوشحال بنا دے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا»

''اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمھیں ضرور رزق دے گا، جیسا کہ وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ جو صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔''

[احمد والترمذی وابن ماجہ، بحوالہ صحیح الجامع للالبانی: ۵۲۵۴]

دسواں اُصول: قناعت

کامیاب وخوشگوار زندگی کا دسواں اُصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو جتنا رزق عطا کیا ہو وہ اس پر قناعت کرے اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہے۔ اور بڑے بڑے مالداروں کو اپنے مدِ نظر رکھنے کی بجائے اپنے سے کم مال والے لوگوں کو اپنے مد نظر رکھے اس طرح اللہ تعالیٰ اسے حقیقی چین وسکون نصیب کرے گا۔ اور اگر وہ کسی جسمانی بیماری کی وجہ سے پریشان رہتا ہو تو بھی اسے ان لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے جو اس سے زیادہ مریض ہوں اور وہ یا ہسپتالوں میں زیرِ علاج ہوں یا اپنے گھروں میں صاحبِ فراش ہوں، جب وہ اپنے سے کم مال والے لوگوں کی حالت اور اسی طرح اپنے سے بڑے مریضوں کی حالت کو دیکھے گا تو یقیناً وہ اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اسے سکونِ

قلب جیسی عظیم دولت سے نوازے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«اُنْظُرُوْا إِلٰی مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ، وَلاَ تَنْظُرُوْا إِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لاَّ تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ»

''تم اس شخص کی طرف دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے کم تر ہو اور اس شخص کی طرف مت دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے بڑا ہو، کیونکہ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے۔'' [مسلم: الزہد والرقائق: ۲۹۶۳]

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی نسبت کم تر انسان کی طرف دیکھنے سے انسان اللہ کی ان نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھے گا جو اس نے اسے عطا کر رکھی ہیں اور ان میں تین نعمتیں ایسی ہیں کہ جو کسی کے پاس موجود ہوں تو اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے پوری دنیا جمع کر دی ہے اور وہ ہیں: صحت، امن اور ایک دن کی غذا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافٰی فِيْ جَسَدِهٖ ، آمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهٖ ، فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا»

''جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ تندرست ہو، اپنے آپ میں پر امن ہو اور اس کے پاس ایک دن کی غذا موجود ہو تو گویا اس کیلئے پوری دنیا کو جمع کر دیا گیا۔'' [ترمذی: ۲۳۴۶، ابن ماجہ: ۴۱۴۱، وحسنہ الالبانی فی صحیح سنن الترمذی وسنن ابن ماجہ]

گیارہواں اُصول: فارغ اوقات میں علوم نافعہ کا مطالعہ

ناخوشگوار اور دکھ بھری زندگی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب زندگی کے فارغ اوقات کو بے مقصد بلکہ نقصان دہ چیزوں میں ضائع کرنا ہے۔ مثلاً ڈائجسٹوں میں عشق ومحبت کی جھوٹی داستانوں یا جاسوسی کی من گھڑت کہانیوں کا پڑھنا، تاش اور شطرنج وغیرہ کھیلنا، دن بھر میچ دیکھتے رہنا۔ تو اس طرح کی فضولیات میں وقت ضائع کرنے سے یقینی طور پر دل مردہ ہوتا ہے اور ناخوشگواری میں اور اضافہ ہوتا ہے، اس لئے اس کی بجائے مفید کتابوں، مثلاً تفسیر قرآن، کتبِ حدیث، کتبِ سیرت نبویہ ﷺ وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے اور جھوٹی کہانیوں کی بجائے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظامؒ کی سوانح حیات کے سچے واقعات کو پڑھا جائے اور قرآن مجید کی تلاوت اور فائدہ مند تقاریر ولیکچرز کی کیسٹوں کو سنا جائے تو اس سے یقیناً اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی زندگی کو بابرکت بنا دیتا ہے اور اسے پریشانیوں سے نجات دیتا ہے۔

اور فارغ وقت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، جس کی قدر ومنزلت سے بہت سارے لوگ غافل رہتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ : اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ»

''دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سارے لوگ گھاٹے میں رہتے ہیں: تندرستی اور فارغ وقت۔'' [بخاری: الرقاق، باب الصحة والفراغ: ٦٤١٢]

یعنی جو لوگ فارغ اوقات کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نہیں کھپاتے وہ یقیناً

گھاٹے میں رہتے ہیں۔اس لئے فارغ اوقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسان کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانی چاہییں ورنہ یہ بات یاد رہے کہ قیامت کے دن فارغ اوقات کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی کہ انہیں اللہ کی اطاعت میں لگایا تھا یا اس کی نافرمانی میں ضائع کر دیا تھا؟ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لاَ تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ : عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَا فَعَلَ فِيْهِ ؟ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ أَبْلاَهُ » [ترمذی: بحوالہ صحیح الجامع للالبانی: ۷۳۰۰]

''کسی بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے چار سوالات نہیں کر لئے جائیں گے: اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں ختم کیا؟ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ اور اس نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا؟ اور اس نے اپنے جسم کو کس چیز میں بوسیدہ کیا؟''

بارہواں اُصول: مسلمانوں کی پریشانیاں دور کرنا

دنیا میں دکھوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے بارہواں اُصول یہ ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائیوں کی پریشانیاں دور کرنے میں ان کی مدد کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیاں دور کرے گا اور آپ کو خوشحالی وسعادتمندی نصیب کرے گا۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَأَنْ تُكْشَفَ عَنْهُ كُرْبَتُهُ ،

فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ»

''جوشخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور اس کی پریشانی دور کی جائے ،تو وہ تنگ دست کی پریشانی کو دور کرے۔''[احمد: ج۲ص۲۳،وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ج۴ص۱۳۳وقال:رواه أحمد وأبو يعلى ورجال أحمد ثقات]

یعنی ایک تنگ حال کی تنگی و پریشانی دور کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبولیت سے نوازتا ہے اور اس کی پریشانیاں دور کردیتا ہے۔

قارئین محترم!

ہم نے اس رسالے کے شروع میں دوسوال ذکر کئے تھے۔ایک یہ کہ خوشگوار زندگی کا حصول کیسے ممکن ہے اور کامیاب زندگی کے اصول کونسے ہیں؟ اور دوسرا یہ کہ دنیا میں پریشانیوں ، دکھوں اور مصائب وآلام سے نجات پانے کے اصول کیا ہیں؟ تو ہمیں امید ہے کہ ان دونوں سوالوں کے جوابات کافی حد تک ذکر کئے جا چکے ہیں اگرچہ مذکورہ اصولوں میں سے بعض میں مزید تفصیل کی جا سکتی تھی لیکن اختصار کے پیش نظر فی الحال اسی پر اکتفا کرتے ہیں ۔اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو خوشگوار زندگی نصیب کرے،ایمان وعمل کی سلامتی دے اور ہمیں تمام پریشانیوں، دکھوں اور صدموں سے محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بہت آسان،
اللہ کو بہت محبوب اور میزان میں بھاری ہیں

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ
سُبْحَانِ اللهِ الْعَظِيْم